E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - Journalism

Paper : Urdu journalism

Module Name/Title : Urdu Sahafat Akhbarat ka aghaz o irtiqa

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE
PRESENTATION	Prof. Zafaruddin, Prof. Ghazanfar Ali, Prof. Rahmat Yousuf Zai & Mr. Shujaat Ali Rashid
PRODUCER	Mr Md Mujahid Ali

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

اکائی 17 : اُردو صحافت : اخبارات کا آغاز و ارتقا

ساخت

17.1 تمہید
17.2 اخبارات کی شروعات
17.3 یورپ اور امریکہ میں اخبارات کی ابتدا
17.4 ہندستان میں اُردو صحافت کا آغاز وارتقا
17.4.1 صحافت کی ابتدا
17.4.2 اُردو صحافت کا آغاز
17.4.3 1857ء کے بعد کے اُردو اخبارات
17.4.4 بیسویں صدی کے اخبارات
17.5.5 آزادی کے بعد کے اخبارات
17.5.6 جدید دور
17.5 خلاصہ
17.6 نمونہ امتحانی سوالات
17.7 فرہنگ
17.8 سفارش کردہ کتابیں

17.1 تمہید

اخبارات سماج کا آئینہ ہوتے ہیں۔ کسی بھی ملک میں اخبارات کی ترقی سے وہاں کی سماجی ترقی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ سترہویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی یورپ میں اخبار کی بنیاد پڑی۔ ہندستان میں سب سے پہلے انگریزی میں پھر بنگالی اور اس کے بعد اُردو زبان میں صحافت کی شروعات ہوئی۔ بعد میں دیگر ہندستانی زبانوں میں صحافت کا آغاز ہوا۔

اس اکائی میں اُردو صحافت کے آغاز وارتقا سے پہلے یہ بتایا گیا ہے کہ اخبارات کی ابتدا کیسے ہوئی اور اُردو کے علاوہ دیگر زبانوں میں اخبارات کب سے شائع ہو رہے ہیں۔ اس کے بعد اُردو صحافت کا آغاز اور اس کے عہد بہ عہد ارتقا کا جائزہ لیا گیا ہے تاکہ یہ ذہن نشین ہو جائے کہ انیسویں صدی میں اُردو اخبارات کی شروعات سے اب تک کیا کیا تبدیلیاں ہوئیں۔ اپنی معلومات کی جانچ کے لیے چند سوالات دیے گئے ہیں۔ نمونے کے طور پر امتحانی سوالات بھی دیے جا رہے ہیں۔ فرہنگ کے تحت مشکل لفظوں کے معنی دیے گئے ہیں۔ صحافت سے متعلق کتابوں کی ایک فہرست بھی دی گئی ہے جن کے مطالعہ سے آپ کی معلومات میں اضافہ ہوگا۔

17.2 اخبارات کی شروعات

کاغذ، قلم، روشنائی اور تحریر کے وجود میں آنے سے پہلے بھی خبریں بنتی اور پھیلتی تھیں کیونکہ خبر رکھنا اور خبر جاننا انسان کا ازلی اور فطری شوق ہے۔ معاشرے کا قیام، تہذیب وتمدن، مدنی زندگی کی شروعات، مشاہدہ اور علم میں اضافہ، تجسس اور جاننے کی خواہش نے علم وعمل کے میدان کو وسعت بخشی اور

اسے پھیلانے کے لیے نئے طریقے ایجاد کیے۔ انسان کہیں بھی رہے اپنے عزیزوں، رشتہ داروں، دوست واحباب، نیز اپنے شہر اور دور دراز کے علاقوں کے حالات کے بارے میں معلومات رکھنا اور اپنے ماحول سے باخبر رہنا ضروری سمجھتا ہے۔ اسی ضرورت نے خطوط نویسی کی ایجاد کی اور اسی ضرورت نے اخبارات کے لیے بھی زمین ہموار کی۔

پیغام رسانی سے خبروں تک آتے آتے انسان نے حیرت انگیز ترقی کی۔ لیکن یہ دلچسپ کہانی سینکڑوں سال پر محیط ہے۔ پرانے زمانے میں لوگوں کو باخبر رکھنے اور سرکاری احکامات واطلاعات پہنچانے کے لیے منادی سے کام لیا جاتا تھا۔ مذہبی مقامات کی بھی بڑی اہمیت ہوا کرتی تھی۔ عبادت گاہوں کے صدر دروازے پر اہم خبریں، حالات حاضرہ اور اعلانات واحکامات کندہ کرا دیے جاتے تھے کیونکہ اس وقت عام لوگوں کے جمع ہونے کی یہی سب سے اہم جگہ سمجھی جاتی تھی۔ تربیت یافتہ کبوتروں سے بھی خبر رسانی وخبر گیری کا کام لیا جاتا تھا۔ ویسے چھپے ہوئے اخبارات سے پہلے قلمی اخبارات کا طریقہ بھی رائج تھا۔

اخبارات کے سلسلے میں شعوری طور پر تاریخ میں جن کوششوں کا سب سے پہلے ذکر ملتا ہے ان میں 'رومی ایکٹا' بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ قدیم روم کے ہر شہر میں کاؤنسلیں ہوا کرتی تھیں جنھیں سینیٹ کہا جاتا تھا۔ سینیٹ کے اجلاس کی کارروائیوں کا ریکارڈ رکھنے کے لیے کتاب یا رسالے کی شکل میں ایک روداد تیار کر لی جاتی تھی جس کی بہت سی نقلیں تیار کرکے شہر کے اہم مقامات یا لائبریریوں میں لوگوں کے پڑھنے کے لیے رکھ دی جاتی تھیں۔ اخبار کی طرح اس ابتدائی روداد کا نام تھا ''ایکٹا سینیٹس (Acta Sanatus)۔ اس میں 'ایکٹا' بمعنی 'روداد' اور 'سینیٹس' کا مطلب ہے سینیٹ سے تعلق رکھنے والا۔ دوسری صدی قبل مسیح میں اس کی شروعات ہوئی۔ اسی طرح سن 60 قبل مسیح میں جولیس سیزر نے ضروری سرکاری اعلانات اور سیاسی خبروں کو عوام تک پہنچانے کے لیے روزانہ ایک پرچہ شروع کیا جس کا نام تھا ''ایکٹا ڈائیورنا (Acta Diurna) اس میں 'ڈائیورنا' کا مطلب ہے 'روزانہ'۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ ایک تختے پر اسے چسپاں کرکے اہم گزرگاہوں پر رکھ دیا جاتا تھا۔ اب تک اسی اطلاعی پرچے کو سب سے پہلا عوامی اخبار کہا جاتا ہے۔ جو تقریباً ساڑھے تین سو سال تک نکلتا رہا۔ آج سے تقریباً ایک ہزار سال قبل چین میں تانگ خاندان کے کسی بادشاہ نے ایک اخبار جاری کیا جس کا نام تھا 'تی پاؤ' (یعنی محل کی خبریں)۔ اس کے ذریعے دور دراز کے علاقوں میں تعینات افسروں کو سرکاری احکام، اطلاعات اور دربار ومحل کی خبریں پہنچائی جاتی تھیں۔ یہ جان کر حیرت ہوتی ہے کہ اس قسم کا اخبار سینکڑوں سال تک جاری رہا۔

ہندستان میں مسلمان بادشاہوں نے اپنی خبر رسانی کو مستحکم کرنے کے لیے ہر صوبے میں ''وقائع نویس'' مقرر کر رکھا تھا جو وہاں کے خاص خاص واقعات کی تفصیل جمع کرکے بادشاہ کو بھیجتا رہتا تھا۔ مغل بادشاہوں نے اس نظام کو مزید مستحکم کیا اور بہتر بنایا۔ بعد میں 'وقائع نویس' کے عہدے کے ساتھ ساتھ 'سوانح نویس' اور 'خفیہ نویس' بھی مقرر کیے گئے۔ مغل بادشاہ اکبر کے عہد میں ایک قلمی اخبار ''اخبار دربار معلّی'' نکلنا شروع ہوا۔ بہت سے راجے مہاراجے، نواب اور امرا نے مغل بادشاہوں کے دربار میں اپنے وکیل مقرر کر رکھے تھے، جو دربار سے جاری ہونے والے احکام، اطلاعات اور بادشاہ سے وابستہ خبروں کی تفصیل مقررہ وقت پر انہیں بھیجتے رہتے تھے۔ کئی سو سال پہلے جو کام چینی بادشاہوں نے شروع کیا تھا، مغلوں نے بھی اس سلسلے میں تقریباً وہی کام کیا۔ شاہجہاں کے زمانے میں اس کا نام ''اخبار دارالخلافہ شاہجہاں آباد'' رکھا گیا۔ مغلیہ سلطنت کے آخری دور تک یہ اخبار کسی نہ کسی شکل میں جاری رہا۔

اپنی معلومات کی جانچ

1. پرانے زمانے میں اطلاعات پہنچانے کے کیا کیا طریقے رائج تھے؟
2. رومی ایکٹا کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
3. مغل بادشاہوں نے خبر رسانی کا کیا طریقہ اپنایا؟

17.3 یورپ اور امریکہ میں اخبارات کی ابتدا

نشاۃ ثانیہ کے بعد جب یورپ میں تجارت کا جال سا بچھ گیا، تعلیمی ادارے کھلنے لگے اور علم اور کتابوں کا چرچا عام ہوگیا، تو اس دوران وہاں

بہترین ادیب، شاعر اور ڈرامہ نگار پیدا ہوئے۔ رہن سہن میں بھی تبدیلیاں آئیں اور یورپ عام طور پر ترقی کی راہ پر گامزن ہو گیا۔ پندرہویں صدی کے آخری حصے میں لوگوں میں خبروں کا رجحان بننے لگا تھا۔ لندن کے بازاروں میں خبریں سنانے والے گھنٹیاں بجا بجا کر لوگوں کو جمع کرتے اور بازی گروں کی طرح کبھی گا گا کر اور کبھی ڈرامے کے انداز میں خبریں سناتے تھے۔ 1566ء میں وینس (Venice)، جو اب اٹلی کا ایک شہر ہے، میں یہ طریقہ رائج تھا کہ حکومت کی نگرانی میں تیار ہونے والا ہاتھ سے لکھا ہوا اخبار شہر میں مختلف جگہوں پر ایک شخص بلند آواز میں پڑھ کر سناتا اور سننے والوں سے وینس کا ایک چھوٹا سکہ ''گزٹ'' (Gzetta) وصول کرتا تھا۔ بعد میں اسی مناسبت سے 'گزٹ' کا لفظ اخبار کے معنوں میں بولا اور لکھا جانے لگا۔

سولہویں صدی میں یورپ کے ممالک جنگوں میں مصروف تھے لہٰذا لوگ چاہتے تھے کہ انہیں سرحدی خبریں ملتی رہیں۔ اس زمانے میں جرمنی، ہالینڈ، بلجیم وغیرہ میں کتابوں کا کاروبار کرنے والے لوگ ایسے پرچے یا پمفلٹ چھاپ دیا کرتے تھے جس میں زیادہ تر جنگ کی ہی خبریں ہوتی تھیں، کبھی کبھی سیاسی خبر بھی چھاپ دی جاتی تھی۔ وقتاً فوقتاً پچھلے مہینوں کی کچھ خبریں جمع کر کے ایک کتابچہ تیار کر لیا جاتا تھا۔

یورپ میں سب سے پہلا اخباری پمفلٹ یا خبرنامہ جرمنی میں 1609ء میں جاری ہوا، جو اب بھی ریکارڈ میں موجود ہے جس کا نام "Avisa Relation Oderzeitung" ہے۔ تقریباً اسی زمانے میں بلجیم سے بھی ایسے ہی پرچے نکلنے شروع ہو گئے تھے۔ یورپ کے تمام ملکوں میں اخباروں کی شروعات اور ان کی توسیع تقریباً ایک جیسی ہی رہی ہے۔

انگلینڈ میں 2 ستمبر 1620ء کو پہلا اخبار چھپا جس کا نام ''کورانٹو'' (Coranto) تھا اور جس کا مطلب ہے 'دوڑنا'۔ یہ پہلا کورانٹو دس انچ لمبا اور چھ انچ چوڑا تھا۔ اس میں کاغذ کے ایک طرف چھپائی ہوتی تھی۔ آئندہ کچھ برسوں میں بہت سے 'کورانٹو' پابندی سے جاری ہونے لگے اور انگلینڈ میں ایسے چھوٹے اخبارات فیشن بن گئے۔

1665ء میں حکومت کی سرپرستی میں ''آکسفورڈ گزٹ'' نکلا۔ ایک سال بعد اس کا نام ''لندن گزٹ'' ہو گیا۔ اسے انگلینڈ کا پہلا باقاعدہ اخبار مانا جاتا ہے اور اپنی شکل وصورت کے اعتبار سے آج کے اخبار سے ملتا جلتا تھا۔ یہ اخبار بڑے کاغذ پر چھپتا تھا۔ اٹھارہویں صدی کے شروع یعنی 1702ء میں ''ڈیلی کورنٹ'' (Daily Courant) کے نام سے بڑے کاغذ پر دو کالموں میں پہلا روزنامچہ جاری ہوا۔ جسے برطانیہ کا پہلا کامیاب روزنامچہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کے بعد مشہور انگریزی ناول ''رابنسن کروسو'' کے مصنف اور بابائے صحافت ڈینیل ڈیفو اور اُن کے کچھ ساتھیوں مثلاً جوناتھن سوفٹ (''گلیورس ٹریولیس'' کے مصنف) وغیرہ نے مل کر 1719ء میں اخبار ''ڈیلی پوسٹ'' پھر ''لندن پوسٹ'' نکالا۔

1769ء میں ولیم ووڈفال نے لندن سے 'مارننگ کرانیکل' جاری کیا۔ اس اخبار کی اشاعت سے برطانوی صحافت کا باقاعدہ آغاز سمجھنا چاہیے۔ ووڈفال خاندان کے سبھی لوگ صحافت کے پیشے سے وابستہ تھے۔ ولیم ووڈفال کو قدرت نے غیر معمولی یادداشت عطا کی تھی اسی وجہ سے ان کا نام ولیم میموری (یادداشت) پڑ گیا تھا۔

کچھ برسوں بعد 'دی ٹائمس' وجود میں آیا جس نے دنیا بھر میں شہرت حاصل کی۔ اسے جان والٹر نے 1788ء میں لندن سے شروع کیا۔ ہوا یوں کہ یکم جنوری 1785ء ہی میں جان والٹر نے ''ڈیلی یونیورسل رجسٹر'' (Daily Universal Register) کے نام سے ایک روزانہ اخبار شروع کر دیا تھا۔ اس اخبار کا نام 1788ء میں بدل کر ''دی ٹائمس'' (The Time) کر دیا گیا جو اب بھی اسی نام سے نکل رہا ہے۔ اپنے اخبار کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے جان والٹر نے ملک اور بیرون ممالک بہت سے رپورٹر تعینات کیے۔ ٹائمس ہی نے سب سے پہلے دوسرے ملکوں میں رپورٹر بھیجنے کی شروعات کی۔ طباعت کے مرحلے سے لے کر خبروں کے حصول اور دنیا کی نئی نئی ایجادوں سے استفادہ حاصل کرنے میں ٹائمس ہمیشہ پیش پیش رہا۔

آگے چل کر مزاحیہ اخبارات بھی نکلنے شروع ہو گئے جنہوں نے کافی شہرت حاصل کی۔ 1841ء میں ہنری مے ہیو (Henry Mayhew) نے لندن سے ایک مزاحیہ اخبار ''دی پنچ'' (The Punch) نکالا۔ یہ اخبار بہت مشہور ہوا۔ اس کی خصوصیت یہ تھی کہ سنجیدہ سے سنجیدہ خبروں میں بھی مزاح کا پہلو نکال لیتا تھا۔ ملک کے بہترین لکھنے والے مضمون نگار اور شاعر اس اخبار سے وابستہ تھے۔ بعد میں اسی اخبار کی طرز پر ہندستان میں بھی ''اودھ پنچ'' کے نام سے ایک اخبار نکالا گیا تھا۔ اسے منشی سجاد حسین نے لکھنؤ سے اُردو میں جاری کیا تھا۔

الفریڈ ہارمس ورتھ (Alfred Harmsworth) نے 1888ء میں "Answers" کے نام سے ایک ہفتہ وار جاری کیا جو بہت مقبول ہوا۔

اس کے بعد انہوں نے ''کامک کٹس'' (Comic Cuts) کے نام سے آٹھ صفحوں کے ایک کامکس اخبار کی شروعات کی۔ اس کی مقبولیت اس حد تک بڑھی کہ انگلینڈ کی پارلیمنٹ میں اجلاس کے دوران ایک ممبر کو چھپ کر یہ کامکس پڑھتے دیکھا گیا تھا۔ ہارمس ورتھ نے خواتین اور بچوں کے لیے بھی رسالے اور میگزین جاری کیے۔ بعد میں انہوں نے انگلینڈ کا مشہور زمانہ اخبار ''ٹائمس'' بھی خرید لیا تھا۔

1817ء میں ''اسکاٹس مین'' ایڈنبرا سے جاری ہوا۔ یہ اخبار 1855ء میں روزنامہ ہوا۔ ''گارجین'' اخبار بھی اسی دور کی یادگار ہے۔ پہلے یہ مانچسٹر گارجین کہلاتا تھا۔ اسی طرح ''ڈیلی ٹیلی گراف'' 1855ء میں جاری ہوا۔ لارڈ بیور بروک نے 1900ء میں ''ڈیلی ایکسپریس'' جاری کیا اور 1912ء میں ''ڈیلی ہیرالڈ'' نکلنا شروع ہوا جو بہت مقبول ہوا اور بعد میں ''دی سن'' (The Sun) کے نام سے نکلنے لگا۔ ''ڈیلی مرر'' 1903ء میں اور ''ڈیلی اسکیچ'' 1909ء میں جاری ہوا۔ انگلینڈ میں آج بہت سے قومی اور علاقائی نوعیت کے اخبارات نکل رہے ہیں جن کا سرکولیشن بہت زیادہ ہوتا ہے۔

امریکہ میں پریس کا داخلہ انگلینڈ ہی کے ذریعے ہوا۔ انگلینڈ میں اخبارات کی شروعات سے تقریباً ستر سال بعد امریکہ میں اخبارات نکالنے کی کوشش کی گئی۔ 1690ء میں بنجامن ہیرس (Benjamin Harris) نے ''پبلک آکرنسیز'' (Public Occurences) کے نام سے امریکہ کا پہلا اخبار بوسٹن شہر سے جاری کیا۔ وہاں کا دوسرا اخبار ''نیوز لیٹر'' کے نام سے 1704ء میں اور تیسرا اخبار فلاڈلفیا شہر سے 1719ء میں ''ویکلی مرکری'' کے نام سے جاری ہوا۔ 1722ء میں اخبار ''نیو انگلینڈ کورنٹ'' بوسٹن سے اور 1725ء میں بریڈفورڈ سے ''نیویارک گزٹ'' شائع ہوا۔ 1733ء میں ''جینجرس نیویارک ویکلی جرنل'' نیویارک سے جاری کیا گیا۔ 1765ء تک دیگر بہت سے اخبارات نکلنے لگے۔ کتابوں کے پبلشر، بک سیلر اور سرکاری افسران کے علاوہ پوسٹ ماسٹروں نے بھی اخبارات نکالنا شروع کر دیا تھا۔

یہ اخبارات ابتدائی دور کے تھے۔ امریکہ کی آزادی کے بعد ان میں اور تیزی سے اضافہ ہوا۔ بہت سے اخبارات کو دنیا بھر میں شہرت حاصل ہوئی۔ امریکہ کے آج نکلنے والے اخباروں میں نیویارک ٹائمس، نیویارک پوسٹ، واشنگٹن پوسٹ، وال اسٹریٹ جرنل، نیویارک نیوز، میامی نیوز، لاس اینجلس ٹائمس، شکاگو سن ٹائمس، شکاگو ٹربیون، ڈیلاس نیوز، بالٹی مورسن، بوسٹن گلوب، شکاگو نیوز وغیرہ بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ اخبارات کی اشاعت میں امریکہ آج سر فہرست ہے اور ان کی تعداد اشاعت بھی بہت زیادہ ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

1. جرمنی سے پہلا اخبار کب شائع ہوا؟ اس کا نام بتائیے۔
2. انگلینڈ کے ابتدائی اخبارات کون کون سے ہیں؟
3. لندن کے اخبار ''دی ٹائمس'' کا نام پہلے کیا تھا؟
4. ولیم ووڈ فال کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
5. ہنری ے ہیو اور الفریڈ ہارمس ورتھ نے لندن سے کون سے مزاحیہ اخبارات نکالے؟
6. امریکہ کے ابتدائی اخبارات کے نام بتائیے۔

17.4 ہندستان میں اُردو صحافت کا آغاز وارتقا

17.4.1 صحافت کی ابتدا

ہندستان میں سب سے پہلا اخبار 29 جنوری 1780ء کو جیمس آگسٹس ہکی (James Augustus Hicky) نے ''کلکتہ جنرل ایڈورٹائزر (Calcutta General Advertiser) یا ''ہکی کا بنگال گزٹ (Hicky's Bengal Gazette) کے نام سے انگریزی زبان میں جاری کیا جو عام طور پر ''ہکی گزٹ (Hicky's Gazette) کے نام سے مشہور ہے۔ اس اخبار کے بیالیس سال بعد ہندستان میں اُردو کا پہلا اخبار ''جام جہاں نما'' کے نام سے جاری ہوا۔ ۱۸۲۱ء ... ی اخبارات نکل چکے تھے۔ مثلاً بنگال پریسڈنسی سے ''انڈیا گزٹ'' (1780ء) ''کلکتہ گزٹ''

(1784ء) بنگال جرنل (1785ء)' انڈین ورلڈ (1791ء) بنگال ہرکارو (1795ء)' ایشیاٹک مرز/مارننگ پوسٹ' ٹیلی گراف اور اورینٹل اسٹار (سبھی 1799ء)' مدراس پریسیڈنسی سے مدراس کوریئر (1785ء)' مدراس گزٹ (1795ء)' انڈیا ہیرالڈ (1795ء)' اسی طرح بمبئی پریسیڈنسی سے ''بامبے ہرالڈ'' (1789ء)' بمبئی گزٹ اور بامبے کوریئر (1790ء) جیسے اخبارات نکل رہے تھے۔

17.4.2 اُردو صحافت کا آغاز

'جام جہاں نما' اُردو کا اولین مطبوعہ اخبار ہے' جو 27 مارچ 1822ء کو کلکتہ سے جاری کیا گیا تھا۔ اس کے ایڈیٹر منشی سدا سکھ مرزا پوری اور مالک ہری ہردت تھے اور یہ ولیم ہوپکنس پیئرس کے مشن پریس سے چھپتا تھا۔ یہ ایک ہفتہ وار اخبار تھا۔ شروع میں 8x11 انچ تقطیع میں چھ صفحات پر مشتمل تھا۔ اخبار کے ہر صفحے پر دو کالم اور ہر کالم میں عام طور پر 22 سطریں ہوا کرتی تھیں۔ یہ اخبار فارسی ٹائپ میں چھپتا تھا۔
اخبار میں مذہبی' سیاسی' معاشی اور معاشرتی خبروں کے علاوہ جدید علوم وفنون سے متعلق مضامین اور خبریں شائع ہوتی تھیں۔ اس کے علاوہ شعر و شاعری کو بھی جگہ دی جاتی تھی۔

انیسویں صدی کے نصف حصے یا پہلی جنگ آزادی 1857ء سے قبل تک ہندستان کے مختلف شہروں سے متعدد اخبارات جاری ہو چکے تھے۔ چنانچہ 1834ء میں بمبئی سے ''آئینہ سکندری'' اُردو میں جاری ہوا۔ حالانکہ فارسی زبان میں یہ اخبار 26 اپریل 1822ء ہی سے جاری تھا۔ یہ ایک نیم سرکاری اخبار تھا اور بمبئی کے گورنر کی ایما پر جاری ہوا تھا۔ یہ اخبار ٹائپ میں چھپتا تھا۔ انیسویں صدی کی تیسری دہائی میں جو سب سے بڑا اخبار سامنے آیا وہ ہے ''دہلی اُردو اخبار'' جسے اُردو کے مشہور انشا پرداز مولانا محمد حسین آزاد کے والد مولوی محمد باقر نے 1836ء میں جاری کیا تھا۔ ایک زمانے تک اسی اخبار کو اردو کا پہلا اخبار سمجھا جاتا رہا۔ یہ اخبار 11×8 کی تقطیع میں اور چار صفحات میں چھپتا تھا۔ ہر صفحے پر دو کالم اور ہر کالم میں 33 سطریں ہوتی تھیں۔ یہ اخبار اپنے عہد کی جیتی جاگتی تصویر پیش کرتا تھا۔ قوموں کے عروج وزوال کی داستان سے یہ اخبار پُر ہے۔ انگریزوں کی مخالفت اور جدوجہد آزادی میں مولوی محمد باقر پیش پیش تھے۔ بالآخر اس کی پاداش میں انہیں موت کی سزا دی گئی۔ ان کا اپنا چھاپہ خانہ اور ایک بڑی لائبریری بھی تھی جو 1857ء کی لڑائی میں تباہ ہوگئی۔ جنگ آزادی کے پہلے دن کی جو مفصل رپورٹ مولوی محمد باقر نے اپنے اخبار میں شائع کی تھی ویسی جامع رپورٹ ہندستان کے کسی دوسرے اخبار میں شائع نہیں ہوئی۔

اس دوران ایک اور اخبار ''خیر خواہ ہند' مرزا پور سے جاری ہوا۔ اتر پردیش کا یہ پہلا اُردو اخبار ہے۔ اسے ایک پادری نے 1837ء میں جاری کیا تھا۔ یہ ایک مذہبی اخبار تھا اور اس کا مقصد عیسائیت کی تبلیغ کرنا تھا اخبار میں مختلف علوم وفنون سے وابستہ مضامین بھی چھپتے تھے۔ اخبار کا اسلوب نگارش بہت بہتر اور مقبول تھا۔

چوتھی دہائی میں مزید کئی اخبارات سامنے آئے۔ 1841ء میں دلی سے ''سید الاخبار' جاری ہوا۔ اسے سرسید احمد خاں کے بڑے بھائی سید محمد خاں نے جاری کیا تھا۔ اس کے ایڈیٹر سید عبدالغفور تھے۔ 1841ء ہی میں ''آئینۂ گیتی نما'' سید اولاد علی کی ادارت میں جاری ہوا۔ یہ ایک ہنگامہ خیز صحافی تھے۔ دہلی اُردو اخبار اور دیگر اخبارات سے معاصرانہ چشمک رہتی تھیں' اگرچہ اسی سال مصلح الدولہ سید ابوالقاسم خاں وقائع نگار کی ادارت میں دلی سے ''سراج الاخبار'' بھی جاری ہوا تھا لیکن یہ فارسی زبان میں تھا۔ اس میں کبھی کبھی اُردو غزلیں وغیرہ شائع ہو جاتی تھیں۔ اس کے بعد مدراس سے 1842ء میں ''جامع الاخبار'' جاری ہوا۔ اسے جنوبی ہند کا پہلا اردو اخبار تسلیم کیا جاتا ہے۔ سید رحمت اللہ اس کے ایڈیٹر تھے۔ اخبار سولہ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا اور اُس زمانے میں یہ ایک بہتر اخبار تھا جو انگریزی اخبارات کے طرز پر شائع ہوتا تھا۔ یہ اپنے عہد کا دلچسپ مرقع اور دلکش ترجمان تھا۔ ہندستان کے دور دراز شہر اور مقامات کی خبریں اس میں شائع ہوتی تھیں۔ زبان ٹکسالی اُردو کے بجائے مدراس کے مقامی الفاظ' محاورات اور اصطلاحات سے مزین ہوتی تھی۔ اسلوب نگارش میں کہیں کہیں لکھنوی کی تقلید ہوتی تھی۔

جدید علوم کے فروغ میں ''قدیم دلی کالج'' کی بیش بہا خدمات رہی ہیں۔ اسے قدیم وجدید کے سنگم کی حیثیت حاصل ہے۔ ہندستان کی نشاۃ ثانیہ میں اس کالج کا بہت اہم رول رہا ہے' جہاں نادر روزگار شخصیات موجود تھیں۔ 1845ء میں اس کالج سے بارہ صفحات پر مشتمل ہفتہ وار اخبار ''قران

السعدین' جاری ہوا۔اس کے پہلے ایڈیٹر پنڈت دھرم نارائن بھاسکر تھے جو غیر معمولی استعداد رکھتے تھے اور شائستہ ذوقِ صحافت کے مالک تھے۔اخبار
میں سائنس، ادب اور سیاسی مضامین شائع ہوتے تھے۔اپنی علمی افادیت، مضامین کے تنوع اور حسن ترتیب کے اعتبار سے ہندستان کے ممتاز اخباروں میں
اس کا شمار ہوتا تھا۔23 مارچ 1845ء کو قدیم دلی کالج ہی سے ''فوائد الناظرین'' منظر عام پر آیا۔اس کے ایڈیٹر ماسٹر رام چندر تھے جو متنوع کمالات اور علمی
انکشافات کی وجہ سے انیسویں صدی کی ممتاز شخصیت تصور کیے جاتے تھے۔سائنس اور ریاضیات میں ماہر ہونے کے علاوہ انہوں نے درس و تدریس اور
تصنیف و تالیف کے ذریعہ بیش بہا خدمات انجام دیں۔مغربی علوم و فنون کا ذوق عام کرنے اور انسانی شعور کو بیدار کرنے کی غرض سے ہی انہوں نے یہ
رسالہ جاری کیا جو پندرہ روزہ تھا اور باتصویر شائع ہوتا تھا۔1847ء میں ماسٹر رام چندر ہی نے ''خیر خواہ ہند'' کے نام سے ایک اور اخبار جاری کیا تھا۔اس
کے دو ہی شمارے شائع ہوئے تھے کہ ماسٹر رام چندر کو پتہ چلا کہ اس نام سے ایک اخبار مرزا پور سے شائع ہو رہا ہے لہٰذا انہوں نے اس کا نام تبدیل کر کے
''محبّ ہند'' کر دیا اور بعد میں اسی نام سے نکلتا رہا۔اخبار میں متفرق نوعیت کے تاریخی، سیاسی، سوانحی، ادبی، سائنسی اور سماجی موضوعات کا احاطہ کیا جاتا تھا۔
1847ء میں لکھنؤ کا پہلا اخبار ''لکھنو اخبار'' کے نام سے جاری ہوا اس کے ایڈیٹر لال جی تھے۔اس کے علاوہ اسی سال میرٹھ سے ''جام جمشید'' بابو
شیو چندر ناتھ کی ادارت میں اور بریلی سے مولوی عبدالرحمٰن کی ادارت میں ''عمدۃ الاخبار'' جاری ہوا۔بنارس سے بھی ''اخبار سدھاکر'' پنڈت رتن ایشور
تیواری کی ادارت میں جاری ہوا۔اس کا رسم الخط دیوناگری تھا لیکن زبان اُردو استعمال کی جاتی تھی۔بنارس کا یہ پہلا اخبار ہے، اسی طرح آگرہ سے منشی قمر
الدین کی ادارت میں ''اسعد الاخبار'' اور شیخ خادم علی کی ادارت میں ''مطلع الاخبار'' جاری ہوئے۔اگرچہ ''صدر الاخبار'' کو آگرہ میں اُردو کا پہلا اخبار تصور
کیا جاتا ہے جو 1846ء میں جاری ہوا تھا۔1848ء میں مدراس سے ایک اور اخبار ''اعظم الاخبار'' نواب غلام غوث خاں اعظم کی ایما پر جاری ہوا۔ان کے
تخلص کی مناسبت سے اس کا نام ''اعظم الاخبار'' رکھا گیا۔ان کا سرکاری نشان بھی اخبار کے سرورق پر چھپتا تھا۔اسی سال دلی سے ''فوائد الشائقین''
پر بھودیال کی ادارت میں شائع ہوا جو گورنمنٹ گزٹ کا اُردو ترجمہ ہوتا تھا۔اس کے علاوہ منصفی کے امتحان میں شامل ہونے والے طلبہ کے لیے مفید مضامین
بھی شامل کیے جاتے تھے۔1848ء کے اواخر میں منشی محمد امیر خاں کی ادارت میں آگرہ سے ''قطب الاخبار'' جاری ہوا جو آٹھ صفحات پر مشتمل عام خبروں
کا پرچہ تھا۔اسی طرح آگرہ ہی سے اُردو کا پہلا ادبی گلدستہ ''معیار الشعرا'' جاری ہوا جو پندرہ روزہ تھا اور سید مدد علی تپش کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔اس
سال بنارس سے دو ماہانہ رسالوں کے اجرا کا ذکر ملتا ہے۔یعنی رسالہ ''مراۃ العلوم'' جس کے ایڈیٹر ہربنس لال اور مالک بابو بھیروں پرشاد تھے اور
دوسرا ''باغ و بہار'' جس کے ایڈیٹر بابو کیدار ناتھ گھوش اور کالی پرشاد تھے۔
1849ء میں مدراس سے ایک اور قابل ذکر اخبار ''آفتاب عالمتاب'' جاری ہوا۔اس کی خبروں کا حوالہ مشہور ریاضی داں ماسٹر رام چندر کے اخبار
فوائد الناظرین میں پایا جاتا ہے۔اسی سال آگرہ سے ''اخبار النواح'' جاری ہوا۔اس کا پورا نام ''نزہت الارواح و اخبار النواح'' تھا اس کے ایڈیٹر اور
مالک حکیم جواہر لال تھے۔اس کے علاوہ مولوی حسن بخش کی ادارت میں ''گورنمنٹ گزٹ'' جاری ہوا جو سرکاری گزٹ کا اردو ترجمہ ہوا کرتا تھا۔1849ء
کے اواخر میں آگرہ سے ایک اور ادبی گلدستہ ''معیار الشعرا'' کے نام سے بنسی دھر کی ادارت میں جاری ہوا۔
1850ء میں ''کوہ نور'' لاہور سے جاری ہوا۔اس کے ایڈیٹر منشی ہرسکھ رائے تھے جو جام جمشید میرٹھ کی ادارت کر چکے تھے۔یہ اُردو زبان اور فارسی
رسم الخط میں پنجاب سے جاری ہونے والا پہلا اخبار ہے۔اسی سال بنارس سے ''زائرین ہند'' جاری ہوا۔اخبار 'مراۃ العلوم' بند ہو جانے کے بعد ہربنس لال
نے اپنا ذاتی مطبع قائم کیا اور وہیں سے اپنی ادارت میں اسے جاری کیا۔1851ء میں بنارس سے ایک اور اخبار 'بنارس ہرکارہ' سید احمد علی کی ادارت میں
جاری ہوا۔اس میں عام دلچسپی اور کچھ خاص اہمیت کی خبریں ہوتی تھیں۔اسی سال امرتسر سے ''باغ نور'' اور لدھیانہ سے اخبار ''نور علیٰ نور'' اس کے علاوہ
سیالکوٹ سے ''ریاض نور'' جاری ہوا جو بعد میں ملتان منتقل ہو گیا۔1852ء میں ''آفتاب ہند'' جاری ہوا اسے بنارس سے بابو کاشی داس متر نکالتے تھے۔
آٹھ صفحات پر مشتمل یہ اخبار کاشی پریس سے چھپتا تھا۔معاصر اخبارات میں یہ بہتر طرزِ تحریر کا حامل اور ذی اثر اخبار تھا۔1853ء میں غلام نصیر الدین کی
ادارت میں ملتان سے اخبار ''شعاع الشمس'' اور سیالکوٹ سے ''چشمۂ فیض'' جاری ہوا۔اس کے مالک دیوان چند تھے۔اسی سال دلی سے جمیل الدین
خاں ہجر نے ''صادق الاخبار'' جاری کیا۔1857ء سے قبل تک اس نام سے کئی اخبار نکلتے تھے۔
1854ء میں کئی اور اخبارات جاری ہوئے۔بنارس سے گووند رگھوناتھ کی ادارت میں ''بنارس گزٹ'' اندور سے پنڈت دھرم نارائن بھاسکر کی

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * IMC LIBRARY * Hyderabad-34

ادارت اور مہاراجہ ہولکر نیز این سی ہملٹن کی سرپرستی میں ''مالوہ اخبار'' اور مرزا نصراللہ بیگ کی ادارت میں جاورہ سے ''محتشم الاخبار'' جاری ہوئے۔ اسی طرح پنجاب کے پشاور اور بٹالہ گرداسپور سے ''اخبار مرتضائی'' اخبار ''مطلع الانوار'' اور ''نیر اعظم'' منظر عام پر آئے۔

1855ء میں بمبئی سے ''کشف الاخبار کاشف الاسرار'' منشی امان علی لکھنوی کی ادارت میں جاری ہوا۔ اس کے بعد مدراس سے شاہ محمد صادق ریف چشتی نے اخبار ''صبح صادق'' جاری کیا۔ 1856ء میں لکھنؤ سے کئی مشہور اخبارات نکلے۔ خانوادہ فرنگی محل کی ممتاز شخصیت اور رجب علی بیگ سرور کے دوست مولوی محمد یعقوب انصاری نے ''اخبار طلسم لکھنؤ'' جاری کیا۔ اس کے علاوہ امیر مینائی اور رگھوبیر پرساد عیاش نے ''سحر سامری''، ''عہد شہنشاہی کے وقائع نگار بنی پرشاد نے ''اعجاز لکھنؤ'' اور عبداللہ نے ''مخزن الاخبار'' لکھنؤ سے جاری کیے۔ مارچ 1857ء میں ''معدن الاخبار'' اور ''عیار الاخبار'' بھی یہیں سے جاری ہوئے۔ ان اخبارات میں لکھنوی طرز فکر، تہذیب و تمدن اور اپنے عہد کی ہو بہو عکاسی ملتی ہے۔ ساتھ ہی معاشی بحران، سیاسی آویزش، بدحالی، بے انتظامی اور خستہ حالی کا دلدوز انداز میں تجزیہ بھی ملتا ہے۔ لکھنؤ کے ان اخبارات کی زبان مقفیٰ، رنگین اور اسلوب نگارش پر تکلف ہوا کرتی تھی۔

اپنی معلومات کی جانچ

1. ہندستان کا پہلا اخبار کب جاری ہوا؟
2. اُردو کا اولین مطبوعہ اخبار کون سا ہے؟
3. پہلی جنگ آزادی 1857ء سے قبل اُردو کے کون کون سے اخبارات نکل رہے تھے؟

17.4.3 1857ء کے بعد کے اُردو اخبارات

ان ابتدائی اُردو اخبارات کی شکل و صورت، ان کی تعداد اشاعت اور خبروں کی نوعیت اور حصول کے سلسلے میں یاد رہے کہ یہ روزانہ اخبارات نہیں تھے بلکہ پندرہ روزہ، ہفت روزہ یا زیادہ سے زیادہ سہ روزہ اخبارات ہوا کرتے تھے۔ سائز کے اعتبار سے بھی آج کے روزناموں کے مقابلے میں بہت چھوٹے ہوتے تھے۔ خبروں کے لیے یہ اخبارات زیادہ تر انگریزی اخبارات پر انحصار کرتے تھے۔ اس کے علاوہ دیسی ریاستوں کی جانب سے نکلنے والے قلمی اخبارات سے بھی مواد حاصل کرتے تھے۔ کچھ اچھے اخبارات کے نامہ نگار بھی تھے۔ مثلاً مولوی محمد باقر نے اپنے ''دہلی اُردو اخبار'' کے لیے کچھ نامہ نگار مقرر کر رکھے تھے۔ اس زمانے میں بڑی بڑی سرخیوں کا رواج نہیں تھا۔ اداریے بھی اس وقت نہیں لکھے جاتے تھے۔ کبھی کبھی خبر کے ساتھ ہلکا پھلکا تبصرہ کر دیا جاتا تھا۔ اسی کو اس زمانے کا ایڈیٹوریل تصور کیا جا سکتا ہے۔ اخباروں کی اشاعت بہت کم تھی۔ مثال کے طور پر ''دہلی اُردو اخبار'' کی صرف 69 کاپیاں چھپتی تھیں۔ لاہور کے اخبار ''کوہ نور'' کی سب سے زیادہ یعنی تقریباً ساڑھے تین سو کاپیاں چھپتی تھیں گویا کہ یہ اپنے وقت کا بہت بڑا اخبار تھا۔ اشاعت کی اس کمی کا سبب تعلیم کی کمی بھی تھی اور اس کے علاوہ تعلیم یافتہ لوگوں میں بھی اخبار پڑھنے کا شوق ابھی عام نہیں ہوا تھا۔

11 مئی 1857ء کو انگریزوں کے خلاف بغاوت کی شروعات ہوئی۔ اس وقت دلی پر کیا گزری اس کا مفصل احوال اس وقت کے کچھ اخباروں میں بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً دہلی اُردو اخبار، صادق الاخبار اور کوہ نور میں اس کی تفصیلی رپورٹیں شائع ہوئیں۔ 20 ستمبر 1857ء کو یعنی چار مہینے دو دن بعد دہلی میں یہ بغاوت لارڈ کیننگ کے ذریعے کچل دی گئی۔ اس مدت میں دہلی اور نواحی علاقوں میں انگریزی حکومت ختم بھی ہوئی اور بہادر شاہ ظفر کو ایک بار پھر دہلی کا بادشاہ بنایا گیا مگر یہ کامیابی چند دن کی تھی۔ بغاوت کی ناکامی کے بعد بادشاہ گرفتار ہوئے اور انہیں رنگون بھیج دیا گیا۔ بغاوت کی یہ کہانی ایک الگ اور دل دہلا دینے والی داستان ہے۔ صحافتی نقطۂ نظر سے بھی بہت سے اخبارات کے ایڈیٹروں اور مالکوں کو طرح طرح کی سزائیں دی گئیں۔

بغاوت کے بعد لارڈ کیننگ نے ہندستان کے سارے اخباروں پر سخت پابندیاں لگا دیں۔ اخباروں کے لیے لائسنس لینا اور سینسر کرانا ضروری ہو گیا۔ نتیجتاً اخباروں نے دم توڑنا شروع کر دیا۔ بہت سے اخبار بند ہو گئے جو بچے رہے وہ انگریزی حکومت کے ہو رہے۔ بغاوت کے بعد کچھ دنوں تک تو اخباروں پر سناٹا چھایا رہا لیکن جلد ہی یہ خاموشی ٹوٹی اور ایک نئے حوصلے، نئی امید اور نئے عزم کے ساتھ اخباروں کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ چنانچہ انیسویں صدی کے اواخر تک ہندستان کی تقریباً سبھی زبانوں میں بہت سے اخبار اور رسالے دوبارہ نکلنے شروع ہو گئے۔ یہ دور اب روزناموں کا تھا۔

اُردو، عربی کتابوں کی طباعت میں گراں قدر خدمات انجام دینے والے منشی نول کشور نے 1858ء میں لکھنؤ سے ''اودھ اخبار'' شروع کیا۔ یہ اخبار

پہلے ہفتہ وار تھا پھر سہ روزہ ہوا اور 1877ء میں روزنامہ ہوگیا۔ اپنے وقت کا یہ اُردو کا بہت بڑا اخبار تھا۔ ایک زمانے میں یہ اخبار چالیس سے اڑتالیس صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔ انگریزی اخباروں کو چھوڑ کر یہ پہلا ایسا اخبار تھا جس کے رپورٹر مختلف صوبوں کی راجدھانیوں میں تعینات تھے۔ کہا جاتا تھا کہ ہندستان کی مختلف راجدھانیوں میں حکومت کے نمائندے رہتے ہیں یا منشی نول کشور کے۔ اُردو کے بہترین ادیب، شاعر، مضمون نگار، مثلاً مولانا عبدالحلیم شرر، پنڈت رتن ناتھ سرشار، شیو پرشاد، یاس یگانہ چنگیزی، شوکت تھانوی وغیرہ اس اخبار سے وابستہ تھے۔

1859ء میں ڈاکٹر مکندلال نے ''تاریخ بغاوت ہند'' کے نام سے ایک ماہنامہ آگرہ سے اور منشی ایودھیا پرشاد نے 1860ء میں ایک ہفت روزہ ''خیر خدا خلق''، اجمیر سے جاری کیا۔ 1861ء میں رائے گنیش لال نے میرٹھ سے اخبار ''جلوۂ طور'' نکالا۔ جس کے ایڈیٹر سید ظہور الدین طورؔ تھے۔ یہ اُردو کے مشہور شاعر شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ کے شاگرد بھی تھے۔

اس درمیان سرسید احمد خاں نے نئی تہذیب کی روشنی پھیلانے کے لیے علمی و ادبی صحافت کو اپنا وسیلہ بنایا اور ان کی کوششوں سے اخبار ''سائنٹفک سوسائٹی'' کا اجرا مارچ 1866ء میں عمل میں آیا۔ اخبار کے صفحات دو کالم میں تقسیم ہوتے تھے اور دوسرے کالم کے مضامین انگریزی میں ہوتے۔ پہلے یہ ہفت روزہ تھا پھر پندرہ روزہ ہوگیا۔ اخبار کے بارے میں مولانا الطاف حسین حالی لکھتے ہیں۔ ''کم سے کم شمالی ہند میں عام خیالات کی تبدیلی اور معلومات کی ترقی اس پرچے کے اجرا سے شروع ہوتی ہے''۔ 32 سال تک یہ اخبار باقاعدگی کے ساتھ نکلتا رہا۔ اس کے کچھ ہی دنوں بعد انہوں نے ایک خالص علمی، اصلاحی رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' شروع کیا جس نے نہ صرف لوگوں کو بے حد متاثر کیا بلکہ اُردو زبان کی ترقی میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ یہ رسالہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ سے آج بھی جاری ہے۔ 1872ء میں منشی محمد شریف نے بنگلور سے ''منشور محمدی'' کے نام سے ایک اخبار جاری کیا جو تحریک آزادی کی حمایت اور انگریزوں کے سامراجی ارادوں اور ان کی سازشوں کو بے نقاب کرتا تھا۔

1877ء میں لکھنو سے ایک اور بڑا اخبار ''اودھ پنچ'' منظر عام پر آیا جسے منشی سجاد حسین نے ''لندن پنچ'' کی طرز پر جاری کیا تھا، جو بے حد مقبول ہوا۔ اس کے بعد مختلف شہروں سے ''پنچ'' اخباروں کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ مثلاً سرپنچ ہند، لکھنو، پنجاب پنچ۔ لاہور، کلکتہ پنچ، انڈین پنچ، بنگال پنچ، کشمیر پنچ وغیرہ۔ اودھ پنچ 35 سال یعنی 1912 تک جاری رہا۔ اس کے لکھنے والوں میں مرزا مچھو بیگ ستم ظریف، پنڈت تربھون ناتھ ہجر، منشی جوالا پرشاد برقؔ، منشی احمد علی شوقؔ، احمد علی کسمنڈوی اور اکبر الہ آبادی قابل ذکر ہیں۔ دوسرے اخباروں، خاص طور پر منشی نول کشور کے ''اودھ اخبار'' سے اس کی نوک جھونک بھی چلتی رہتی تھی۔

لاہور سے جاری ہونے والا پنڈت قلندر رام کے اخبار ''اخبار عام'' (اجرا 1871ء) کے بعد انیسویں صدی کے آخری حصے میں ایک اور بڑا اخبار ''پیسہ اخبار'' جاری ہوا۔ اسے منشی محبوب عالم نے 1887ء میں پنجاب کے گوجرانوالہ شہر اور بعد میں لاہور سے ایک ہفتہ وار اخبار کے طور پر شروع کیا تھا جو بہت مقبول ہوا۔ منشی محبوب عالم کی ہمت، قابلیت اور انتظامی صلاحیت کے سبب اخبار نے تیزی سے ترقی کی۔ شروع میں اس کی صرف سو کاپیاں چھپتی تھیں بعد میں اس کی اشاعت دس ہزار سے بھی زیادہ ہوگئی اور دس بارہ سال بعد یہ اخبار روزانہ چھپنے لگا۔ منشی محبوب عالم نے اسے اخبار کے بالکل صحیح صحیح اصولوں پر نکالنے کی کوشش کی۔ خبروں کو زیادہ سے زیادہ جگہ دی جاتی تھی، مضمون کم اور شعر و شاعری تقریباً نہ ہونے کے برابر۔ انہوں نے اس اخبار کو خالص تجارتی اصولوں پر چلایا۔ لہٰذا اشتہاروں کو بھی خاصی جگہ دی جاتی تھی۔

محبوب عالم اور ''اودھ اخبار'' کے بانی منشی نول کشور کو اخبارات کی دنیا میں تقریباً وہی مقام حاصل ہے جو انگلینڈ میں جان والٹر اور ہارمس ورتھ کو حاصل تھا۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اخبارات کی ترقی کے لیے وقف کردی۔ منشی محبوب عالم نے کئی اخبارات اور رسالے جاری کیے جن میں عورتوں اور بچوں کے رسائل بھی شامل تھے۔ 1902ء میں اپنی ادارت میں ایک ماہانہ رسالہ ''بچوں کا اخبار'' کے نام سے جاری کیا تھا۔ اُردو زبان میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ایسے رسائل پر وہ بہت زور دیتے تھے۔ منشی محبوب عالم نے پنجاب کو کئی نامور اخبار نویس دیے۔ ان میں بابو دینا ناتھ بھی تھے جنہوں نے بعد میں مشہور اخبار 'ہندستان' جاری کیا تھا۔

صدی کے آخر تک ملک کے تقریباً تمام حصوں سے اُردو اخبارات اور رسائل نکل رہے تھے۔ اس عرصے میں اخبارات کی زبان بھی صاف ستھری ہوتی گئی۔

اپنی معلومات کی جانچ

1. انیسویں صدی کے اواخر تک جاری رہنے والے اُردو اخباروں کی ایک فہرست تیار کیجیے۔
2. ''اودھ اخبار'' کس نے جاری کیا؟
3. اخبارات کی ترقی میں منشی محبوب عالم کی کیا خدمات ہیں؟
4. انیسویں صدی میں بنگلور اور آگرہ سے کون کون سے اخبارات نکل رہے تھے؟
5. اُردو کے مزاحیہ اخبارات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
6. سر سید احمد خاں نے کون کون سے رسالے نکالے؟

17.4.4 بیسویں صدی کے اخبارات

بیسویں صدی تک آتے آتے بہت کچھ بدل چکا تھا۔ سیاسی بیداری اور آزادی کی تحریک تیز ہو چکی تھی۔ دنیا بھر کے حالات میں تیزی سے تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں۔ اُردو اخبارات بھی تمام آزمائشوں سے گزر چکے تھے۔ مذہبی' سیاسی' ادبی' ثقافتی' طنزیہ و مزاحیہ ہر طرح کے اخبارات و رسائل نکل چکے تھے۔ منشی محبوب عالم کا ''پیسہ اخبار'' اور 1895ء میں امرتسر سے جاری ہونے والا شیخ غلام محمد کا اخبار 'وکیل' ابھی نکل رہا تھا۔ اس اخبار سے مولانا ابوالکلام آزاد بھی وابستہ رہے۔

بیسویں صدی کی شروعات یعنی 1901ء میں شیخ عبدالقادر نے لاہور سے ''مخزن'' جاری کیا جس نے اُردو ادب کی بہت خدمت کی۔ اُردو کے مشہور شاعر اور تحریک آزادی کے سپاہی مولانا فضل الحسن حسرتؔ موہانی نے 1903ء میں ''اُردوئے معلّیٰ'' نکالا۔ یہ ایک ادبی رسالہ تھا لیکن سیاسی مضامین بھی چھپتے تھے۔ رسالے کا مقصد انگریزی حکومت کی مخالفت اور اس کے ظلم و استبداد کے خلاف آواز اٹھانا تھا۔ سیاسی معاملات میں مولانا کے باغیانہ رجحانات کی وجہ سے انہیں بار بار جیل جانا پڑا جہاں انہیں سخت مشقت سے گزرنا پڑا۔ وطن کی آزادی کے لیے انہیں جیل خانے میں چکی تک پیسنی پڑی:

ہے مشقِ سخن جاری چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشہ ہے حسرتؔ کی طبیعت بھی

مولانا سے بار بار ضمانتیں طلب کی گئیں۔ بالآخر ان کا پریس بھی ضبط ہو گیا' کتب خانہ نیلام ہوا اور آخر کار 'اردوئے معلّیٰ' کو 1913ء میں بند کرنا پڑا۔ اس دوران جو سب سے اہم اخبار نکلا وہ ''زمیندار'' تھا۔ اسے بے انتہا شہرت حاصل ہوئی۔ ایک ہفتہ وار اخبار کی حیثیت سے منشی سراج الدین احمد نے اسے لاہور سے جاری کیا تھا لیکن بعد میں یہ کرم آباد منتقل ہو گیا اور 1911ء میں اس کا دفتر دوبارہ لاہور آ گیا۔ منشی سراج الدین احمد کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے مولانا ظفر علی خاں نے اس اخبار کی ادارت سنبھالی اس کے بعد ہی اس کی شہرت کا آغاز ہوا۔ 'زمیندار' نے لوگوں میں اخبار بینی کا شوق پیدا کیا۔ اُردو اخبارات میں اسی نے سب سے پہلے 'رائٹر' اور 'ایسوسی ایٹیڈ پریس' جیسی عالمی خبر رساں ایجنسیوں کی خدمات حاصل کیں جس کی وجہ سے اس نے ہم عصر اخبارات کو کافی پیچھے چھوڑ دیا۔ مولانا ظفر علی خاں ایک ہنگامہ خیز صحافی تھے۔ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ' شعلہ بیان مقرر' بے مثل نثر نگار اور بے بدل شاعر تھے۔ وہ ہر موضوع پر بڑی جرأت اور بے باکی کے ساتھ لکھتے تھے۔ اسی وجہ سے حکومت نے اُن سے بار بار ضمانتیں طلب کیں۔ مولانا نے اخبار کو جن بلندیوں تک پہنچایا اور اسے جو شہرت حاصل ہوئی وہ 1947ء تک کسی دوسرے اخبار کو نصیب نہ ہو سکی۔ اخبار کی غیر معمولی شہرت اور مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ سرحدی علاقے میں پٹھان ایک آنہ دے کر اخبار خریدتے اور ایک آنہ اخبار کی پڑھوائی کے لیے دیتے تھے۔ اس کی روزانہ اشاعت تیس ہزار تک پہنچ چکی تھی۔

1904ء میں ہفتہ وار 'ہندستان' بابو دینا ناتھ نے لاہور سے جاری کیا۔ وہ پہلے مولوی محبوب عالم کے ''پیسہ اخبار'' سے وابستہ رہ چکے تھے اور انگریزوں کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ 1907ء میں باغیانہ رجحان کا ایک اور ہفتہ وار اخبار ''سوراجیہ'' منظر عام پر آیا۔ شانتی نارائن بھٹناگر نے اسے الٰہ آباد سے جاری کیا تھا جس کا ہر مضمون بغاوت کی دعوت دیتا تھا۔ اخبار کا جو بھی ایڈیٹر رہا اسے کم سے کم دس سال کی سزا ہوئی۔ اس کے ایڈیٹر بننے کے لیے

یہ شرط رکھی جاتی تھی کہ اسے عیش وآرام پر جیل خانے کو ترجیح دینی ہوگی۔ یہ اخبار تین سال بعد بند ہوگیا۔

خواتین میں تعلیمی بیداری پیدا کرنے اور سماجی اصلاحات کی غرض سے خواتین کا رسالہ ''عصمت'' دلی سے 1908ء میں جاری ہوا۔ اس کے ایڈیٹر شیخ محمد اکرام اور پھر علامہ راشد الخیری رہے۔ اس درمیان مولانا برکت اللہ بھوپالی نے ''اسلامک فریٹرنٹی'' کے نام سے ایک اُردو رسالہ 1910ء میں ٹوکیو (جاپان) سے بھی جاری کیا۔ جو برطانوی حکومت کے خلاف نبرد آزما تھا۔ اور اسے دور دور تک بھیجا جاتا تھا۔

بیسویں صدی کی دوسری دہائی نے اُردو صحافت کو دو عظیم شخصیتیں دیں۔ یعنی مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا محمد علی جوہر۔ یہ دونوں عبقری شخصیت کے مالک تھے۔ مولانا آزاد نے 1912ء میں کلکتہ سے ''الہلال'' جاری کیا۔ یہ اخبار ٹائپ میں چھپتا تھا اور اس میں تصویروں کو بھی رواج دیا گیا۔ مولانا نے اس اخبار کے ذریعے صحافت میں ایک نئی طرح ڈالی۔ مولانا تحریک آزادی کے عظیم قائدین میں سے تھے۔ انہوں نے اخبار کے ذریعے وطن پرستی کی جوشمع روشن کی اور جو شعوری بیداری پیدا کی وہ انقلابی نوعیت کی تھی۔ ان کی تحریروں نے حکومت کو بدحواس کر دیا۔ جس کی وجہ سے مولانا سے بار بار ضمانت طلب کی گئی اور بالآخر 1914ء کو اخبار بند کر دینا پڑا۔ 1927ء میں الہلال دوبارہ جاری کیا لیکن صرف چھ ماہ کی مدت تک زندہ رہ سکا۔ بعد میں انہوں نے ''البلاغ'' بھی جاری کیا۔ ویسے مولانا کی صحافتی زندگی بہت پہلے شروع ہو چکی تھی اور وہ مختلف ادوار میں مختلف اخبارات ''نیرنگ عالم'' (گلدستہ ''المصباح''۔ ''احسن الاخبار''۔ ''خدنگ نظر''۔ ''لسان الصدق''۔ ''الندوہ''۔ ''وکیل''۔ ''دارالسلطنت'' وغیرہ سے وابستہ رہے۔

1912ء میں مولانا محمد علی جوہر نے دہلی سے اخبار ''ہمدرد'' جاری کیا۔ یہ اخبار حکومت کا سخت نکتہ چیں تھا۔ بالآخر اسے سنسر کا سامنا کرنا پڑا جس کے سبب 1915ء میں یہ بند ہوگیا اور پھر دوبارہ 1924ء سے 1926ء تک نکلا۔ مولانا کی ساری زندگی جدوجہد آزادی میں گزری۔ انہوں نے اخبارات کے لیے ایک ضابطۂ اخلاق بھی مرتب کیا تھا جو آج کے ضابطۂ اخلاق سے بہت کچھ ملتا جلتا ہے۔ 1912ء ہی میں حامد انصاری کی ادارت میں بجنور سے 'مدینہ' جاری ہوا جس نے ملکی سیاست میں اہم کردار ادا کیا۔ 1913ء میں پٹنہ سے حاجی ساجد احمد کی ادارت میں ''پٹنہ اخبار'' نکلا اور اس کے بعد 1916ء میں مولانا عبدالباری نے لکھنو سے اخبار ''ہمدم'' شروع کیا۔ اسی سال لاہور سے روزنامہ ''سیاست'' شروع ہوا جس کے ایڈیٹر سید حبیب تھے۔ 1920ء میں لالہ لاجپت رائے نے ایک کثیر سرمایہ کے ساتھ لاہور ہی سے ''بندے ماترم'' شروع کیا۔ 1921ء میں شاہ امان اللہ کی ادارت میں 'نگینہ' بجنور سے ہفتہ وار ''الامان'' نکلا۔ بعد میں یہ دہلی منتقل ہوا اور کچھ دنوں میں روزنامہ ہوگیا۔ اس سے قبل 1919ء میں لاہور سے مہاشے کرشن نے ''پرتاپ'' جاری کیا یہ اخبار دلی سے اب بھی نکل رہا ہے۔ اسی سال لکھنو سے روزنامہ ''حقیقت'' انیس احمد عباسی نے شروع کیا جو بعد میں ہفتہ وار ہوگیا۔ یہ اخبار لکھنو سے اب بھی جاری ہے۔ 1923ء میں مہاشے خوش حال چند نے اخبار ''ملاپ'' کی بنیاد ڈالی اس سے قبل وہ ''آریہ گزٹ'' نکالتے تھے۔ اسی سال سوامی شردھانند نے دہلی سے روزنامہ ''تیج'' شروع کیا۔ یہ دونوں اخبارات دلی سے اب بھی نکل رہے ہیں۔ حیدرآباد سے ''رہنمائے دکن'' 1921ء میں شروع ہوا اور اب تک جاری ہے۔ اس کے بعد 1924ء میں دہلی سے سردار دیوان سنگھ مفتون کا اخبار ''ریاست'' منظر عام پر آیا۔ یہ ایک ہنگامہ خیز اخبار تھا۔ سردار مفتون نے دیسی رجواڑوں، نوابوں اور جاگیرداروں کے ظلم وستم کے خلاف آواز بلند کی۔ اسی سال کشمیر سے ''رنبیر'' جاری ہوا۔ 1925ء میں مولانا عبدالماجد دریابادی نے ''سچ'' جاری کیا۔ اس کا نام بعد میں ''صدق'' ہوا اور پھر ''صدق جدید'' کے نام سے نکلا۔ اسی سال جمعیۃ العلما ہند نے مولانا عرفان کی ادارت میں 'الجمعیۃ' نکالا۔ پہلے یہ ہفتہ وار تھا پھر روزنامہ ہوا۔ اس اخبار سے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی' بلال احمد زبیری' مولانا وحید احمد صدیقی' مولانا عثمان فارقلیط وابستہ رہے۔ 1927ء میں مدراس سے ''مسلمان'' اور لاہور سے ''انقلاب'' منظر عام پر آیا۔ 1928ء میں حیدرآباد سے ''نظام گزٹ'' اور دلی سے روزنامہ ''وحدت'' جاری ہوا۔ 1931ء میں مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی کی ادارت میں کلکتہ سے 'پیغام' اور پھر 'ہند' جاری ہوا جو بعد میں ''آزاد ہند'' ہوگیا اور یہ آج بھی کلکتہ سے شائع ہو رہا ہے۔ 1934ء میں شاعر مشرق علامہ اقبال کی سرپرستی میں لاہور سے ''احسان'' شائع ہوا۔ اس کے ایڈیٹر مرتضیٰ احمد خاں میکش اور مولانا چراغ حسن حسرت تھے۔ اُردو کا یہ پہلا ایسا روزنامہ تھا جس نے اپنے دفتر میں ٹیلی پرنٹر لگوایا۔

1938ء میں پٹنہ سے نذیر حیدر نے ''صدائے عام'' اور سہیل عظیم آبادی نے روزانہ ''ساتھی'' جاری کیا اور 1942ء میں ''صدائے عام'' شروع ہوا۔ 1939ء میں لاہور سے روزنامہ ''شہباز'' اور 1940ء میں ''نوائے وقت'' جاری ہوئے۔

آزادی سے قبل سب سے اہم اُردو اخبار ''قومی آواز'' ہے جو پنڈت جواہر لال نہرو کی سرپرستی اور حیات اللہ انصاری کی ادارت میں 1945ء میں

لکھنو سے جاری ہوا۔ اس اخبار نے اُردو میں جدید صحافت کی بنیاد ڈالی اور بہت سے معیارات قائم کیے۔ اس اخبار کی خصوصیت یہ بھی رہی کہ اس میں صحافتی اصولوں کے ساتھ ساتھ کتابت، طباعت، سرخی اور تزئین کے ضابطے مقرر کیے گئے۔ چنانچہ بعد کے اخبارات نے تقریباً اسی طرز کو اپنایا اور اسی معیار پر چلنے کی کوشش کی جسے ''قومی آواز'' نے قائم کیا تھا۔ اس کے دہلی، پٹنہ اور سری نگر ایڈیشن بھی جاری ہوئے۔

اپنی معلومات کی جانچ

1. آزادی سے قبل کے اُردو اخبارات کی ایک فہرست تیار کیجیے۔
2. مولانا ابوالکلام آزاد کن اخبارات سے وابستہ رہے؟
3. مولانا حسرت موہانی اور محمد علی جوہر نے کون سے اخبارات جاری کیے؟
4. پنڈت جواہر لال نہرو نے اُردو میں کون سا اخبار شروع کیا تھا؟
5. کس اُردو روزنامے نے اپنے دفتر میں سب سے پہلے ٹیلی پرنٹر لگوایا؟

17.4.5 آزادی کے بعد کے اخبارات

1947ء میں ملک کو آزادی ملنے کے بعد اخبارات کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا اور اخبارات نے تیزی سے ترقی کی۔ ملک کے مختلف حصوں سے بہت سے اخبارات نکلنے لگے۔ 10 اگست 1949ء کو حیدرآباد سے میر عابد علی خاں نے روزنامہ ''سیاست'' جاری کیا۔ اس کے علاوہ 1976ء میں روزنامہ ''منصف'' شروع ہوا جسے بعد میں نئے انتظامیہ نے حاصل کر لیا اور اسے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کر دیا۔ حیدرآباد سے جدید سہولیات کے ساتھ ایک اور اخبار 'اعتماد' 19 دسمبر 2005ء کو جاری ہوا۔ یہ اخبارات حیدرآباد سے بڑی آب و تاب کے ساتھ نکل رہے ہیں۔

اتر پردیش سے ''آگ'' لکھنو (1963ء) ''غبارِ راہ'' رام پور (1960ء) ''آزاد'' وارانسی (1948ء) ''سیاست جدید'' کان پور (1957ء) جاری ہوئے۔ بیسویں صدی کی آخری دہائی میں لکھنو سے تین اہم اخبارات 'صحافت'، 'ان دنوں'، 'راشٹریہ سہارا' (اُردو) نکلے۔ ان میں راشٹریہ سہارا سرفہرست ہے جو صدی کے ختم ہوتے ہوتے جاری ہوا۔ یہ اخبار دلی اور اتر پردیش کے گورکھپور شہر سے بھی نکل رہا ہے۔ دلی سے ''قومی آواز'' کے علاوہ ''دعوت'' (1953ء) ''عوام'' (1965ء) ''ملک و ملت (1965ء) ''سویرا'' (1960ء) نکل رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ''تیج''، ''ملاپ'' اور ''پرتاپ'' بھی پہلے ہی کی طرح مسلسل نکل رہے ہیں۔ پٹنہ سے قابل ذکر اخبار ''سنگم'' 1953ء میں جاری ہوا اس کا رانچی ایڈیشن بھی نکلتا ہے۔ جموں و کشمیر سے ''آفتاب'' سری نگر (1957ء) ''عمارت'' جموں (1964ء) مزدور، سری نگر (1957ء) ''اجالا'' جموں (1953ء) نکل رہے ہیں۔ پنجاب سے بھی یوں تو کئی اخبارات شائع ہو رہے ہیں لیکن جس اخبار نے سب سے زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل کی وہ ہے روزنامہ ''ہند سماچار''۔ جدید سہولیات سے آراستہ اس اخبار کا سرکولیشن ایک زمانے میں 73 ہزار تک پہنچ گیا تھا۔ مغربی بنگال میں کلکتہ سے ''امروز'' (1951ء) ''آبشار'' (1955ء) ''غازی'' (1962ء) اور ''اخبارِ مشرق'' جاری ہوئے۔ اس کے علاوہ ''آزاد ہند'' بھی جاری ہے۔ مدھیہ پردیش سے جاری ہونے والے اخبارات میں ''افکار'' بھوپال (1951ء) ''سفیر مالوہ'' اندور (1963ء) اور ''ندیم'' شامل ہیں۔ اسی طرح مہاراشٹر کے قابل ذکر اُردو اخباروں میں روزنامہ ''انقلاب'' ممبئی اور روزنامہ ''اُردو ٹائمز'' ممبئی جدید سہولتوں کے ساتھ نکل رہے ہیں۔ کرناٹک کے بنگلور سے ''سالار'' (1964ء) ''سلطان'' اور ''نوائے شام'' (1966ء) اور کرناٹک ٹائمس'' ہبلی سے شائع ہو رہے ہیں۔

ملک کے مختلف مقامات سے آج بہت سے اردو اخبارات نکل رہے ہیں جن کی فہرست بہت طویل ہے اوپر جن اخبارات کا ذکر کیا گیا وہ رجحان ساز نوعیت کے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ

1. آزادی کے بعد کون سے اہم اردو اخبارات جاری ہوئے؟

2. حیدرآباد کے اہم روزنامے کون کون سے ہیں؟
3. دلی سے جاری ہونے والے اہم روزنامے کون سے ہیں؟
4. لکھنو اور پٹنہ کے اخبارات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
5. مغربی بنگال، ممبئی اور بنگلور کے خاص خاص اخبارات کی فہرست تیار کیجیے۔

17.4.6 جدید دور

آج ہم اکیسویں صدی میں پہنچ چکے ہیں۔ جدید دور سائنس کا دور ہے۔ سائنسی ایجادات کے سبب جہاں زندگی کے ہر شعبے میں بے شمار ترقیاں ہوئیں وہیں اخبارات کی دنیا بھی اب کافی بدل چکی ہے اور اس شعبے میں تیزی سے ترقی ہوئی ہے۔ کمپیوٹر اور اطلاعاتی ٹکنالوجی کے دیگر ذرائع نے ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ اس شعبے میں بے پناہ ترقی اور لامحدود امکانات نے اخبارات کو خاصا متاثر کیا۔ اخبارات ان بے پناہ ترقیوں سے مستفید ہو رہے ہیں۔ طباعت نے بھی اب بہت ترقی کر لی ہے۔ کتابت کی جگہ اب کمپیوٹر کمپوزنگ نے لے لی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اب اخبارات کی صفحہ سازی کا کام بھی کمپیوٹر سے لیا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ کمپیوٹر کی وجہ سے طباعت کے شعبے میں بھی انقلاب آیا۔ سٹیلائٹ کے توسط سے اخبارات کے کئی کئی ایڈیشن مختلف شہروں بلکہ مختلف ملکوں کی راجدھانیوں سے بیک وقت شائع ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے اخبارات کے انٹرنٹ ایڈیشن بھی ہیں اور کچھ اخبارات تو صرف انٹرنٹ پر نکلتے ہیں۔ انگریزی اور دیگر ترقی یافتہ زبانوں کے اخبارات جدید سائنسی ایجادات اور ترقیات سے بخوبی استفادہ کر رہے ہیں۔ ہندستان میں بھی انگریزی اور دیگر زبانوں کے اخبارات ان جدید وسائل سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں لیکن اُردو اخبارات ابھی پیچھے ہیں۔ صرف چند اخبارات ہی ان جدید سہولیات سے آراستہ ہیں۔ اُردو صحافت کے اپنے مسائل ہیں جن سے عہدہ برآ ہونے کی ضرورت ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

1. اکیسویں صدی تک آتے آتے اُردو اخبارات میں کیا تبدیلیاں آئیں؟
2. اخبارات کی ترقی میں سائنسی ایجادات کا کیا رول رہا ہے؟
3. اطلاعاتی ٹکنالوجی کے شعبے میں آئے انقلاب کی وجہ سے اخبارات کو کیا سہولتیں دستیاب ہوئیں۔

17.5 خلاصہ

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اُردو زبان کی ترقی میں اُردو صحافت نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ دراصل جس طرح انگلینڈ میں ابتدائی دور کے اخبارات سے وہاں کے بڑے بڑے شاعر، ادیب اور انشا پرداز وابستہ تھے اسی طرح اُردو اخبارات سے بھی شروع ہی سے بلند پایہ شاعر، ادیب، مضمون نگار اور انشا پرداز وابستہ رہے بلکہ انہیں کی کوششوں سے اُردو صحافت پروان چڑھی۔ منشی سدا سکھ مرزاپوری سے لے کر مولوی محمد باقر، منشی نول کشور، منشی محبوب عالم، منشی سجاد حسین، مولانا حسرت موہانی، مولانا ابوالکلام آزاد، محمد علی جوہر، حیات اللہ انصاری صحافی ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ شاعر، ادیب اور مضمون نگار تھے۔ اُردو صحافت کی عہد بہ عہد ترقی میں ان حضرات کا بہت اہم رول رہا ہے۔ قابل قدر شخصیات کے علاوہ جدید ٹکنالوجی سے استفادے کے سبب بھی اُردو صحافت نے ترقی کی منزلیں طے کی ہیں۔

17.6 نمونہ امتحانی سوالات

ان سوالوں کے جواب 30-30 سطروں میں تحریر کیجیے۔

1. یورپ اور امریکہ میں اخبارات کے آغاز پر روشنی ڈالیے۔
2. اُردو اخبارات کی شروعات کب ہوئی؟ 1857ء سے قبل اُردو اخبارات کا جائزہ لیجیے۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE • MANUU • IMC LIBRARY • Hyderabad

3. بیسویں صدی میں اُردو اخبارات کی ترقی پر روشنی ڈالیے۔

ان سوالوں کے جواب 15-15 سطروں میں تحریر کیجیے۔

1. 1947ء کے بعد اُردو اخبارات کا جائزہ لیجیے۔
2. انیسویں صدی کے اہم اخباروں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
3. ہندستان میں اخبارات کی شروعات کب ہوئی؟ ابتدائی اخبارات کون کون سے ہیں؟

17.7 فرہنگ

مدنی زندگی	شہری زندگی	پیغام رسانی	پیغام پہنچانا
قلمی اخبارات	بغیر چھپے ہوئے ہاتھ سے لکھے اخبارات	شعوری	جان بوجھ کر
اسلوبِ نگارش	لکھنے کا طرز	قدیم	پرانا
متنوع	مختلف قسم کے	اخبارچہ	چھوٹا اخبار
استعداد	صلاحیت	ریاضیات	حساب
رومی ایکٹا	ایکٹا نام سے نکلنے والے روم کے اخبارات	نشاۃ ثانیہ	علمی اور تہذیبی بیداری
سرکولیشن	تعدادِ اشاعت	مطبوعہ	چھپا ہوا
تقطیع	سائز	کمپوزنگ	کمپیوٹر سے لکھنے کا عمل
انشاپرداز	لکھنے والا	رسم الخط	کسی زبان کو لکھنے کا طریقہ
نواحی	آس پاس کے	اثاثہ	سامان

17.8 سفارش کردہ کتابیں

1. نادر علی خاں — اُردو صحافت کی تاریخ، ایجوکیشنل بک ہاوس، علی گڑھ
2. گربچن چندن — اُردو صحافت پر ایک نظر، دہلی اُردو اکیڈمی، دہلی
3. انور علی دہلوی — اُردو صحافت، دہلی اُردو اکیڈمی، دہلی
4. کیول جے۔ کمار — ماس کمیونی کیشن ان انڈیا
5. احمد ابراہیم علوی — اُردو صحافت کا جائزہ۔ ناشر مصنف، لکھنو
6. غلام حیدر — اخبار کی کہانی، ترقی اُردو بیورو، نئی دہلی
7. جے نٹراجن — ہسٹری آف انڈین جرنلزم، پبلی کیشنز ڈویژن دہلی
8. محبوب الرحمٰن فاروقی / محمد کاظم — آجکل اور صحافت، پبلی کیشنز ڈویژن، نئی دہلی

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE LIBRARY
Accn No MA-061
Date 03-08-2015
MANUU * HYDERABAD *